بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الکلام الفرید فی التزام التقلید

یہ دراصل حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ العزیز کا ایک فتویٰ ہے جو امداد الفتاویٰ جلد سوم ص ۵۳ پر موجود ہے احقر اب اس پر ذیلی عنوانات قائم کر رہا ہے۔ اس سے انشاء اللہ اس کی اہمیت دوبالا واضح ہو گی۔ اسے عارف باللہ استاذ العلماء سیدی و مرشدی حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری قدس سرہ نے اپنی مشہور تصنیف "خیر التقلید فی سیر التقلید" کے آخر میں درج فرمایا اور بطور تقدیم یہ کلمات درج فرمائے "اثبات تقلید کے متعلق یہ وہ فیصلہ کن درہ نادر ہے جس کو حجتہ العارفین، سراج المفسرین مجدد الملت، حکیم الامت سیدی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ایک استفتاء کے جواب میں بزمانہ قیام مدرسہ جامع العلوم کان پور ۱۳۱۴ھ میں تحریر فرمایا تھا اور احقر کے درخواست کرنے پر مندرجہ بالا اس کا نام بھی آج کل تجویز فرمادیا خیر محمد عفا اللہ عنہ۔

حضرت سیدی قدس سرہ نے حاشیہ میں مشکل عبارات کی تسہیل فرمادی تھی احقر نے اس حاشیہ کو عبارت کے ساتھ ہی بین القوسین درج کر دیا تاکہ قارئین کو مزید سہولت ہو۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان بندہ محمد اقبال قریشی غفر لہ ہارون آباد۔

احکام شرعیہ کی دو قسمیں

احکام شرعیہ دو قسم پر ہیں (۱) منصوص (۲) غیر منصوص

منصوص کی دو قسمیں

منصوص دو نوع ہیں (۱) متعارض (۲) غیر متعارض

متعارض کی دو قسمیں

(۱) معلوم التقدیم والتاخیر (۲) غیر معلوم التقدیم والتاخیر پس احکام منصوصہ غیر متعارضہ یا متعارضہ معلومۃ التقدیم والتاخیر میں نہ قیاس جائز اور نہ کسی کے قول کا اتباع جائز لقولہ تعالیٰ وان ھم الا یظنون (البقرہ آیت ۷۱)

(یعنی اور نہیں ہیں وہ مگر (بے بنیاد خیالات پکاتے) ولقولہ تعالیٰ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلاَّ الظَّنَّ (سورۃ النجم آیت ۲۸) (یعنی نہیں پیروی کرتے مگر بے اصل خیالات کی) اس ظن سے مراد وہی ظن ہے جو مقابل نص کے ہو۔

قیاس ہر شخص کا معتبر نہیں

اور احکام غیر منصوصہ یا منصوصہ متعارضہ غیر معلومۃ التقدیم والتاخیر میں یا تو کچھ عمل نہ کرے گا یا کچھ کرے گا۔ اگر کچھ نہ کیا تو مخالف نص اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی (القیامہ آیت) (یعنی انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا) اور اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عبثاً (المؤمنون آیت ۱۱۵) (یعنی کیا تم نے یہ خیال کیا ہے کہ ہم نے تم کو یونہی مہمل (خالی از حکمت پیدا کر دیا ہے) کے الزام آئے۔ اگر کچھ کیا تو بدوں علم یا یقین کے کسی جانب عمل ممکن نہیں پس علم یا تعین حکم نص سے تو ہو نہیں سکتا لعدم النص فی الاموال [illegible] من غیر علم بالتقدیم والتاخیر فی الثانی (یعنی پہلی [illegible] نہیں اور دوسری صورت میں بغیر علم تقدیم و تاخیر کے تعارض ہے) اس لئے ضرور علم بالتعین قیاس سے ہو گا پس قیاس ہر شخص کا شرعاً معتبر ہے کہ جو کسی کی سمجھ میں آئے یا بعض کا معتبر ہے بعض کا نہیں۔

کل کا تو معتبر نہیں ہو سکتا۔ بقولہ تعالی وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُوْلِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء آیت ۸۳) اور اگر پیغمبر خدا اور اپنے اولی الامر (مجتہدین) کی طرف پھراتے تو ان میں سے اہل استنباط (مجتہدین خوب معلوم کر لیتے) پس بعض کا (قیاس) معتبر ہوگا اور بعض کا نہ ہوگا جس کا معتبر ہے اس کو مجتہد و مستنبط کہتے ہیں اور جس کا معتبر نہیں اس کو مقلد کہتے ہیں۔

مقلد کیلئے کسی ایک مجتہد کی تقلید ضروری ہے

پس مقلد پر ضرور ہوا کہ کسی ایک مجتہد کی تقلید کرے۔ لقولہ تعالیٰ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (لقمان آیت ۱۵) (یعنی اے مخاطب پیروی کر اس شخص کے طریقہ کی جس نے میری طرف توجہ کی)

انحصار مذاہب صرف ائمہ اربعہ میں کیوں ثابت ہے

اب جاننا چاہئیے کہ ائمہ اربعہ کے تاریخی حالات سے بالقطع معلوم ہے کہ تحت عموم من اناب الی کے داخل ہیں۔ پس ان کا اتباع بھی ضروری ہوا۔ رہی یہ بات کہ مجتہد تو بہت سارے گزرے ہیں کسی دوسرے کی تقلید کیوں نہ کی جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اتباع سبیل کے لئے علم سبیل ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ بجز ائمہ اربعہ کے کسی مجتہد کا سبیل بتفصیل جزئیات و فروع معلوم نہیں پس کیونکر کسی کا اتباع ممکن ہے۔ پس انحصار مذاہب اربعہ میں ثابت ہوا۔

ائمہ اربعہ میں سے تقلید صرف کسی ایک ہی کی کیوں ضروری ہے

رہی یہ بات کہ ان چاروں میں سے ایک ہی کی تقلید کیوں ہو۔ اس کی

وجہ یہ ہے کہ مسائل دو قسم کے ہیں (۱) متفق علیھا (۲) مختلف فیھا۔
مسائل متفق علیھا میں تو سب کا اتباع ہو گا۔ مسائل مختلف فیھا میں
سب کا اتباع تو ہو نہیں سکتا۔ بعض کا ہو گا، بعض کا نہ ہو گا پس ضروری ہے کہ
کوئی وجہ ترجیح کی ہو سو حق تعالیٰ نے اتباع کو انابت الی اللہ (توجہ الی اللہ) پر
متعلق فرمایا ہے جس امام کی انابت الی اللہ زاید معلوم ہو گی اس کا اتباع کیا جائے
گا۔ اب تحقیق زیادہ انابت کی یا تفصیلاً کی جائے گی یا اجمالاً تفصیلاً یہ کہ ہر فرع و
جزئی مختلف فیہ میں دیکھا جائے گا کہ حق کس کی جانب ہے اجمالاً یہ کہ ہر امام
کے مجموعہ حالات و کیفیت پر نظر کی جائے کہ غالباً کون حق پر ہے اور کس کی
انابت زاید ہے صورت اولیٰ میں علاوہ جرح اور تکلیف مالا یطاق کے مقلد نہ رہا
بلکہ اپنی تحقیق کا متبع ہوا نہ دوسرے کی سبیل کا وھو خلاف المعروض (اور وہ
معروض کے خلاف ہے) پس صورت ثانیہ متعین ہوئی۔

کسی کو امام ابو حنیفہؒ پر ان کے مجموعی حالات سے یہ ظن غالب و
اعتقاد راجح ہوا کہ یہ منیب و مصیب ہیں۔ کسی کو امام شافعیؒ پر کسی کو امام احمد بن
حنبلؒ پر۔ اس لئے ہر ایک نے ایک ایک کا اتباع اختیار کیا اور جب ایک کے
اتباع کا بوجہ علم بالا نابت اجمالاً کے التزام کیا گیا۔ اب بعض جزئیات میں بلا کسی
وجہ قوی یا ضرورت شدیدہ اس کی مخالفت میں شق اول خود کرے گی وقد ثبت
بطلانہ (اور اس کا بطلان ثابت ہو چکا ہے) پس بحمد للہ تقریر بالا سے وجوب
تقلید مطلقاً و تقلید ائمہ اربعہ و انحصار فی للمذاہب الاربعہ وجوب تقلید شخصی و
بطلان تلفیق کا الشمس فی کبد السماء واضح ہو گیا و دونه خرط القتاد
والكلام فيه طويل وفيما ذكرنا كفاية لطالب الرشاد انشاء الله
تعالیٰ (یعنی بحمد للہ تقریر بالا سے دوپہر کے سورج کی طرح خوب واضح ہو گیا
کہ تقلید مطلق عموماً اور ائمہ اربعہ کی خصوصاً واجب ہے اور اس وقت ائمہ اربعہ

کے مذاہب ہی میں تقلید منحصر ہے اور تقلید شخصی واجب ہے اور تلفیق باطل ہے اور بجز تقلید کے چارہ نہیں اور کلام اس بیان میں طویل ہے اور طالب رشاد کے لئے مضمون مذکور کافی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ) ولنعم ماقیل ۔

سر برخط فرمان ولیلیٰ نہد
کے میسر شورش روے براۃ آوردن
ہر کہ خواھد کہ سر منزل مقصود رسد
بایدش پیروی راہ نمایاں کردن

ہمارا دین محمدی اور مذہب حنفی ہے

اور یہ کہنا کہ مذہب محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ کر مذہب حنفی کو اختیار کیا، یہ عجیب خبطیوں کا کلام ہے۔ اس کو یہ تو خبر ہی نہیں کہ مذہب کس کو کہتے ہیں دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم کو مذہب محمدی کہتا ہے دین و مذہب میں بھی فرق معلوم نہیں۔

دین اور مذہب کا مفہوم

کہ دین مجموعہ اصول کا نام ہے اور مذہب مجموعہ فروع کا اور ہر فروع کے لئے اصول ضروری ہیں جب مذہب محمدی ہوا تو دین کونسا ہوگا۔ یہ شخص اس نسبت سے حنفیہ کو منع کرتا ہے اور اپنی خبر نہیں کہ کیا خاک پھانک رہا ہوں اور دین محمدی ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔

دین اور مذہب سے نسبت کی عجیب مثال

اور حنفیہ کی نسبت تو نہایت صحیح ہے کیونکہ دین مثل بڑے ملک یا بڑے قبیلہ کے ہے اور مذہب مثل شہروں اور چھوٹے قبیلوں کے۔ اطلاقات روزمرہ میں اپنے کو شہر اور چھوٹے قبیلہ کی طرف نسبت کیا کرتے ہیں البتہ

جب ملک یا بڑے قبیلہ سے سوال کیا جاتا ہے اس وقت اپنا ملک اور بڑا قبیلہ بتلاتے ہیں۔

اپنے آپ کو حنفی یا شافعی وغیرہ کہنے سے شرک لازم نہیں آتا

اسی طرح اطلاقات روزمرہ میں اگر کوئی اپنے کو حنفی بتلائے اور جب دین سے سوال ہو اس وقت محمدی کہے۔ فرمایئے کون سا شرک وکفر لازم آگیا اس پر اعتراض کرنا ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ تم صدیقی یا لکھنوی کیوں کہتے ہو بلکہ آدمی یا ہندی بتلاؤ ایسے شخص کا مقابلہ بجز جواب جاہلاں باشد خموشی کے اور کیا ہوگا۔ ایها الاخوان لاتسعوا فی الارض بالفساد والطغیان فان الفتنة اشد من القتل بالسیف والسنان والله المستعان علی البلیات والاالاحزان رب توفنا علی الحق والایمان اشعبان روز چہار شنبہ ۱۳۱٤ھ (یعنی اے بھائیو زمین میں فساد و طغیان کی سعی مت کرو، اس لئے کہ نیزہ و شمشیر کے قتل سے (دینی گناہ میں) زیادہ سخت ہے اور ہر طرح کی مصیبتوں اور غموں میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔ اے ہمارے پروردگار حق و ایمان پر ہمارا خاتمہ کر) آمین یا رب العلمین۔